جناب محمد عبد الشہید نعمانی

امام ابو حنیفہؒ کی تابعیت

(۳)

انکارِ تابعیت کے باب میں میاں نذیر حسین صاحب کے مشہور معاصر اور اہلِ حدیث کے نامور مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب کا طرزِ عمل اگرچہ میاں نذیر حسین صاحب کی بالغ نظری کو نہیں پہنچتا۔ لیکن پریشان بیانی کا انوکھا نمونہ ہے۔ کبھی وہ پورے جزم و یقین کے ساتھ یہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ "علماء حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام صاحبؒ تابعی نہیں تھے۔" اور کبھی خود ہی اپنے فیصلہ کے برخلاف امام صاحبؒ کی تابعیت کے اثبات میں خطیب بغدادی، ولی الدین عراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اقوال اور فتاوٰی نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔

ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لیے تصویر کے دونوں رُخ پیش کیے دیتے ہیں:-

۱۔ "الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ" میں نواب صاحب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو "تبع تابعین" میں داخل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وتبع التابعی مسلم رأی تابعیاً و ہذہ طبقۃ ثالثۃ بالنسبۃ الیہ	"تبع تابعی" وہ مسلمان ہے جس نے کسی تابعی کو دیکھا ہو۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے تیسرا طبقہ

صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا الامام جعفر الصادق وابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الامام الاعظم[۵۱] ہے۔ اسی طبقہ میں امام جعفر صادق اور امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔

۲۔ "منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول" میں جو علم اصولِ حدیث میں نواب صاحب کی مشہور تصنیف ہے۔ موصوف نے ان علماء کی غلطی پر تنبیہ کی ہے جو امام صاحب کو تابعین میں داخل کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وحافظ ابن کثیر گفتہ وقد ادخل بعضہم فی التابعین من لیس منہم کما اخرج آخرون من ہو معدود فیہم، وکذلک ذکروا فی الصحابۃ من لیس صحابیا کما عدوا جماعۃ من الصحابۃ فیمن ظنوہ تابعیا۔ وذلک بحسب مبلغہم من العلم۔ (انتہی)	حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: بعض نے تابعین کے زمرہ میں ان لوگوں کو بھی داخل کر لیا ہے جو حقیقۃً تابعی نہیں ہیں۔ جبکہ کچھ لوگوں نے ان حضرات کو جن کا شمار تابعین میں ہے تابعین کے زمرہ سے خارج کر دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ میں ان لوگوں کو ذکر کر دیا ہے جو صحابی نہیں ہیں۔ جبکہ دوسروں نے صحابہ کی یک جماعت کو تابعی سمجھتے ہوئے انھیں تابعین میں شمار کر لیا ہے۔ اور یہ جس نے کیا اپنے مبلغ علم کے مطابق کیا ہے۔ (انتہیٰ)
گویم مثالِ اول ادخالِ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ در عداد تابعین است زیرا کہ او را یکدام صحابی ملاقات حاصل نشدہ۔[۵۲]	میں (نواب صدیق حسن خاں) کہتا ہوں، پہلی صورت کی مثال تو ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا تابعین میں داخل کرنا ہے کیونکہ ان کی کسی بھی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔

۳۔ اور "ابجد العلوم" میں جو موصوف کی مشہور ترین تصنیف ہے، امام صاحب کے تابعی نہ ہونے کا ایسا یقین آیا کہ اس پر محدثین کا اجماع ہی نقل فرما دیا۔ چنانچہ موصوف کے الفاظ ہیں:

---

۵۱ صفحہ ۴۲ طبع مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ

۵۲ صفحہ ۷۰ طبع مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۲ھ

لم یر احداً من الصحابۃ	اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ امام صاحبؒ
باتفاق اھل الحدیث، وان کان	نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا ہے۔ اگرچہ احناف کی
عاصر بعضھم علی رای الحنفیۃ۔	رائے کے مطابق صحابہ میں سے بعض حضرات سے
لہ	ان کی معاصرت ثابت ہے۔

مذکورہ بالا ان تینوں کتابوں میں تو موصوف کا مجرد دعویٰ ہے اور نفی تابعیت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے لیکن "التاج المکلل" اور "اتحاف النبلاء" میں جو فن تراجم میں ہیں، اس دعویٰ پر دلیل بھی نقل فرمائی ہے۔ چنانچہ دونوں جگہ خطیب کے حوالے سے یہ مرقوم ہے:

قال الخطیب فی تاریخہ واللہ	خطیب نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ (واللہ اعلم)
اعلم ادرک ابوحنیفۃ اربعۃ من	کہ امام ابوحنیفہ نے چار صحابہ کو پایا تھا۔ انس بن مالکؓ
الصحابۃ وھم انس بن مالک بالبصرۃ	کو بصرہ میں عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کو کوفہ میں اور
وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل	سہل بن سعد ساعدیؓ کو مدینہ میں اور ابوالطفیل عامر

لہ صفحہ ۸۰ طبع مطبعہ صدیقیہ بھوپال ۱۲۹۵ھ۔ یہ تحقیق بھی خوب ہے کہ امام صاحب کی صحابہ سے معاصرت بھی صرف حنفیوں کی رائے ہے۔ ورنہ نواب صاحب کے زعم کے مطابق تو صحابہ کرام کا عہد امام صاحب کی ولادت سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ یہ فیصلہ اس وقت کا ہے جبکہ تو دیدولت کو "اتحاف النبلاء" میں امام صاحب کے زمانہ میں صحابہؓ کے وجود کی بو محسوس ہو چکی تھی۔ چنانچہ وہاں محدثین سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا ثبوت نقل کر کے فرماتے ہیں:

وازیں جا تواں دریافت کہ	یہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس بات میں تو ثبوت
وجود صحابہ در زمانہ او رائحہ از ثبوت	کی کچھ بو ہے کہ صحابہ کا وجود امام صاحب کے زمانہ
دارد۔ (صفحہ ۲۲۴)	میں تھا۔

اور نواب صاحب نے یہاں جو باتفاق اھل الحدیث کے الفاظ رقم فرمائے ہیں اگر اس سے مراد محدثین نہیں بلکہ حضرات غیر مقلدین کا وہ شرذمہ قلیلہ ہے کہ جو اپنے آپ کو "اہلحدیث" سے موسوم کرتا ہے تو پھر نواب صدیق حسن خان کے دعوے کی صداقت واضح ہے۔

بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق احدًا منھم ولا اخذ عنہ۔ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل ۔ [۵۱]

ابن واثلہ کو مکہ میں۔ مگر نہ تو انھوں نے ان میں سے کسی صحابی سے ملاقات کی اور نہ ہی ان سے کوئی روایت کی۔ اور اصحاب ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات بھی کی اور ان سے روایت بھی کی لیکن یہ بات اہلِ نقل کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

اور "اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین" میں مذکورہ عبارت کا بعینہ ان الفاظ میں ترجمہ فرمادیا ہے۔

"خطیب در "تاریخ" گفتہ ابوحنیفہ چہار صحابی را دریافتہ انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفیٰ را در کوفہ وسہل بن سعد ساعدی را در مدینہ وابوالطفیل عامر بن واثلہ را بمکہ۔ ولیکن ہیچ یکے را ازینہا ندیدہ ونہ اخذ نمودہ۔ ویارانِ او گویند کہ وے جماعتی از صحابہ را ملاقات نمودہ واز آنہا روایت کردہ ولیکن این معنی نزد اہلِ نقل ثابت نشدہ" [۵۲]

تاہم نواب صاحب کی یہ بڑی عنایت ہے کہ انھوں نے اپنی بات کی خود ہی جابجا تردید کردی ہے تاکہ دوسروں کو اس کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ چنانچہ "التاج المکلل" میں مذکورۂ بالا عبارت کے متصل ہی ارشاد ہوتا ہے۔

وذکر الخطیب فی تاریخ بغداد انہ رأی انس بن مالک رض۔ [۵۳]

خطیب نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

اسی طرح اتحاف النبلاء میں اپنے فیصلے کی تردید دوسرے ورق پر ان الفاظ میں فرمادی ہے:

---

[۵۱] التاج المکلل صفحہ ۱۳۶ طبع جدید

[۵۲] صفحہ ۲۲۴ طبع مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ [۵۳] التاج المکلل صفحہ ۱۳۶ ترجمہ ابوحنیفہ

ابن حجر گوید از ابن ابی اوفیٰ یک حدیث روایت نمودہ است۔ وخطیب گفتہ انس رض را دیدہ ۔ و ذہبی گفتہ یعنی در صغر سن ۔ و ابن حجر گفتہ ہمین صحیح است سلہ

ابن حجر کہتے ہیں امام صاحبؒ نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ اور خطیب کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور ذہبی کہتے ہیں کہ بچپن میں دیکھا ہے، ابن حجر نے کہا ہے یہی بات صحیح ہے۔

اور "الحطہ" میں تو نواب صاحب نے کمال ہی کردیا۔ امام صاحبؒ کے تابعی ہونے پر ایسی سیرحاصل بحث کی جو قابل دید ہے۔ فرماتے ہیں:

وقال الجلال السیوطیؒ وقفت علی فتیا رفعت الی الحافظ الولی العراقی صورتھا ھل روی ابوحنیفۃ عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھل یعد فی التابعین ام لا فاجاب بما نصہ: الامام ابوحنیفۃ لم تصح روایتہ عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد رأی انس بن مالک۔ فمن یکتفی فی التابعی بمجرد رؤیۃ الصحابۃ یجعلہ تابعیا۔ ومن لا یکتفی بذلک لا یعدہ تابعیا۔

جلال الدین سیوطیؒ کا بیان ہے کہ میں اس فتویٰ سے واقف ہوں، جو حافظ ولی الدین عراقی سے لیا گیا تھا۔ جس میں یہ تھا کہ کیا ابوحنیفہؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے روایت کی ہے، اور کیا وہ تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں یا نہیں؟ تو انھوں نے ان الفاظ میں جواب دیا: "امام ابوحنیفہ کی کسی صحابی سے روایت صحیح نہیں ہے البتہ انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے۔ لہٰذا جو حضرات تابعیت میں مجرد رؤیت کو کافی سمجھتے ہیں وہ ان کو تابعی ہی قرار دیتے ہیں۔ اور جو اس امر کو کافی نہیں سمجھتے وہ ان کو تابعی شمار نہیں کرتے۔"

ورفع ھذا السؤال الی الحافظ ابن حجر العسقلانی فاجاب بما نصہ: ادرک الامام ابوحنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ

امام ابوحنیفہ کی تابعیت کا سوال حافظ ابن حجر عسقلانی کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا تھا تو انھوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا: "امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت

۱؎ اتحاف النبلاء صفحہ ۴۲۴ ۔

لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الھجرۃ وبھا یومئذ من الصحابۃ عبداللہ بن ابی اوفیٰ فانہ مات بعد ذلک بالاتفاق ۔ وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدھا۔ وقد اورد ابن سعد بسند لاباس بہ ان اباحنیفۃ رأی انساً و کان غیر ھذین من الصحابۃ احیاء فی البلاد ۔ وقد جمع بعضھم جزءا فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ ۔ لکن لایخلو اسنادہ من ضعف ۔ والمعتمد علی ادراکہ ماتقدم ۔ وعلی رؤیتہ لبعض الصحابۃ ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فھو بھذا الاعتبار من طبقۃ التابعین ۔ و لم یثبت ذلک لاحد من ائمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ و والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ ومسلم بن خالد الزنجی واللیث بن

کو پایا ہے اس لیے کہ ۸۰ھ میں کوفہ میں ان کی ولادت ہوئی ہے ۔ اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے کیونکہ بالاتفاق ان کی وفات ۸۰ھ کے بعد ہی ہوئی ہے ۔ اور ان دنوں بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ زندہ تھے ان کی وفات تو ۹۰ھ میں یا اس کے بھی بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ روایت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے ۔ نیز ان دونوں حضرات کے علاوہ اور صحابہ بھی مختلف شہروں میں موجود تھے ۔ اور بعض علماء نے امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کے بارے میں مختلف جزو[1] جمع کیے ہیں لیکن ان کی اسناد ضعف سے خالی نہیں ہیں ۔ اور معتمد ادراک صحابہ کے بارے میں وہی ہے جو گزر چکا ۔ اور بعض صحابہ کی رؤیت کے بارے میں معتمد وہ روایت ہے جس کو ابن سعد نے "طبقات" میں ذکر کیا ہے ۔ لہذا اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ تابعین کے طبقے میں داخل ہیں اور یہ ایسا مرتبہ ہے جو دوسرے شہروں میں رہنے والے ان کے ہم عصر ائمہ میں سے کسی امام کو حاصل نہ ہوسکا ۔ جیسے کہ امام اوزاعی کو جو شام میں تھے اور حمادین (امام حماد بن سلمہ اور امام حماد بن زید) کو جو بصرہ میں اور امام ثوری کو جو کوفہ میں تھے اور امام مالک

---

[1] "جزء" وہ چھوٹا سا رسالہ جو کسی موضوع پر تالیف کیا جائے ۔

سعد بمصر۔ انتھٰی

وقال السخاوی فی شرحہ لالفیۃ العراقی المعتمد انہٗ لا روایۃ لہٗ عن احد من الصحابۃ انتھٰی۔ وقال ابن حجر المکی فی شرح المشکوٰۃ ادرك الامام الاعظم ثمانیۃ من الصحابۃ منھم انس وعبداللہ بن ابی اوفٰی و سھل بن سعد وابوالطفیل۔ انتھٰی

وقال الکردری جماعۃ من المحدثین انکروا ملاقاتہ مع الصحابۃ واصحابہ اثبتوہ بالاسانید الصحاح الحسان وھم اعرف باحوالہ منھم والمثبت العدل اولٰی من النافی۔ وقد جمعوا مسنداتہ فبلغت خمسین حدیثا یرویھا الامام عن الصحابۃ الکرام۔ والی ھذا اشار الامام بقولہ "ماجاءنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین وماجاءنا عن التابعین فھم رجال ونحن رجال"۔ لانہٗ ممن زاحم التابعین فی الفتوی اللھم اذا کان التابعی یزاحم فی الفتوی الصحابی فانہٗ یقلد ذلك التابعی کما یقلد الصحابی۔ وھذا سبب صالح

کو جو مدینہ میں تھے اور امام مسلم بن خالد زنجی کو جو مکہ میں تھے اور امام لیث بن سعد کو جو مصر میں تھے۔

اور علامہ سخاوی "شرح الفیہ عراقی" میں لکھتے ہیں کہ "معتمد یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں کی ہے"۔ اور ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ امام اعظم نے آٹھ صحابہ کو پایا تھا۔ ان میں حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ، حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ (انتہٰی)

اور کردری فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے ملاقات کی منکر ہے جبکہ اصحاب امام نے اس کا اثبات صحیح اور حسن اسانید کے ذریعہ کر دیا ہے اور امام صاحب کے حالات کو امام صاحب کے اصحاب محدثین سے بہتر جانتے ہیں۔ اصحاب امام نے امام صاحب کی مسندات کو جمع کیا تو پچاس احادیث ایسی ملیں جن کو امام صاحب نے صحابہ کرام سے روایت کیا ہے۔ امام صاحب کے اس قول سے بھی اسی طرف اشارہ ملتا ہے کہ "جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو وہ ہمارے سر آنکھوں پر، اور جو تابعین سے مروی ہو تو وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں"۔ اسی بناء پر امام صاحب نے فتوی میں تابعین سے اختلاف بھی کیا ہے۔ ہاں اگر کوئی تابعی اس پایہ کا ہو کہ وہ صحابی کے فتوی کے مقابلے میں مجتہدانہ رائے رکھتا ہو تو اس صورت میں امام صاحب اس تابعی کی بھی اسی طرح تقلید کر لیتے ہیں

لتقدیم مذہبہ علی سائر المذاہب۔	جس طرح صحابی کی کرتے ہیں۔ اور یہ فضیلت بھی بقیہ مذاہب پر امام صاحب کے مذہب کی فوقیت کا سبب بن سکتی ہے (کہ اس مذہب کی تدوین امام تابعی کے ذریعہ ہوئی)۔

سلہ

یہ واضح رہے کہ ہر چہار مذکورہ بالا صحابہ سے امام صاحب کے عدم اخذ و عدم لقاء کے بارے میں نواب صاحب نے "التاج المکلل" میں خطیب کے حوالے سے جو عبارت نقل کی ہے اور جس کا ترجمہ انھوں نے "اتحاف النبلاء" میں کیا ہے، اس عبارت کا "تاریخ خطیب" میں سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ خطیب" میں جیسا کہ ہم سابق میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے برخلاف یہ صاف تصریح موجود ہے کہ امام اعظم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، ہمارے خیال میں صورت واقعہ یہ ہے کہ چونکہ نواب صاحب کی یہ عام عادت ہے کہ وہ اپنی تصانیف میں دوسروں کی کتابوں کے صفحے کے صفحے بلا کسی حوالے کے نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اسی لیے ان کے اس علمی سرقہ کا اہل علم کے حلقوں میں عام چرچا ہے۔ اسی عادت کے مطابق جب نواب صاحب "التاج المکلل" میں امام اعظم کا ترجمہ ابن خلکان کی تاریخ سے نقل کرنے بیٹھے تو جلدی میں کچھ کا کچھ نقل کر گئے جس سے عبارت کا مطلب خبط ہو کر رہ گیا۔ ہم ذیل میں "التاج المکلل" اور "وفیات الاعیان" دونوں کی اصل عبارتوں کی نشان دہی کر دیتے ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ نواب صاحب نے عجلت میں کیسی غلطی کی ہے:

الامام ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ بن زوطی بن ماہ (الامام الفقیہ الکوفی) مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ وھو من رھط حمزۃ الزیات کان خزازا یبیع الخز و جدہ زوطی من اھل کابل وقیل من اھل بابل وقیل من اھل الانبار وقیل من اھل نسا (وقیل من اھل ترمذ. وھو الذی مسہ الرق فاعتق. وولد ثابت علی الاسلام) وقال اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ انا اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن

سلہ ملاحظہ ہو "الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ" صفحہ ۳۳-۳۵

النعمان بن المرزبان) من ابناء فارس من الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط ۔ ولد جدی سنۃ ۸۰ (ثمانین) وذھب ثابت الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو صغیر فدعا لہ بالبرکۃ فیہ وفی ذریتہ ۔ ونحن نرجو ان یکون اللہ تعالی قد استجاب ذلک لعلی فینا ۔ (والنعمان بن المرزبان ابو ثابت ھو الذی اھدی لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الفالوذج فی یوم مھرجان فقال مھرجونا کل یوم ۔ ھکذا) قال الخطیب فی تاریخہ واللہ اعلم (و) ادرک ابوحنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ (رضوان اللہ علیھم اجمعین) وھم انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل ۔ وذکر الخطیب فی "تاریخ بغداد" انہ رای انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) ۔

یہ پوری عبارت "وفیات الاعیان" کی ہے ۔ نواب صاحب نے جب "التاج المکلل" میں اس عبارت کو اپنانا چاہا تو بین القوسین کی عبارت کو چھوڑ دیا ۔ جس سے مطلب خبط ہوگیا اور ابن خلکان کی عبارت خطیب بغدادی کی بن گئی ۔ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد، ابن خلکان کی "وفیات الاعیان"، نواب صاحب کی "التاج المکلل" تینوں کتابیں مکرر طبع ہو چکی ہیں ۔ اہل علم تینوں کتابوں کو سامنے رکھ کر نواب صاحب کی کارگزاری کا جائزہ لے سکتے ہیں ۔

صحابہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی ملاقات اور رؤیت کے ثبوت میں اتنی بحث کافی ہے اب ہم اس بحث کو فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی اس عبارت پر ختم کرتے ہیں :-

فھذہ العلماء الثقات :	دارقطنی[1]، ابن سعد[2]، خطیب[3]، ذہبی[4]، ابن حجر[5]،
الدارقطنی وابن سعد والخطیب	ولی عراقی[6]، سیوطی[7]، علی قاری[8]، اکرم سندھی[9]، ابو معشر[10]،
والذھبی وابن حجر والولی العراقی و	حمزہ سہمی[11]، یافعی[12]، جزری[13]، تورپشتی[14]، ابن الجوزی[15]،
السیوطی وعلی القاری واکرم السندی	سراج[16] صاحب "کشف کشاف"، یہ سب علماء ثقات

وابو معشر وحمزة السهمي واليافعي و
الجزري والتوربشتي وابن الجوزي و
السراج صاحب كشف الكشاف قد نصوا
على كون الامام ابي حنيفة تابعيا
وانما انكر من انكر منهم روايته
عن الصحابة وقد صرح به جمع
أخرون من المحدثين والمؤرخين
المعتبرين ايضا تركت عباراتهم
خوفا من الاطالة الموجبة للملالة
وما نقلته انما نقلته بعد مطالعة
الكتب المذكورة لا بمجرد اعتماد
نقل غيري ومن راجع الكتب
المذكورة يجد صدق نقلي واما
كلمات فقهائنا في هذا الباب
فاكثر من ان تحصى . ومن انكر
كونه تابعيا من المورخين لا يصل
في الاعتماد وقوة الحفظ وسعة النظر
الى مرتبة هؤلاء المثبتين . فلا
عبرة بقوله معارضا لقولهم . و
هذا الذهبي شيخ الاسلام المعتمد
في نقله عند الانام لو صرح وحده
بكونه تابعيا لكفى قوله رادا لقول
النافين فكيف وقد وافقه امام

تصریح کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ تابعی تھے۔ ان میں
سے اگر کسی نے انکار بھی کیا ہے تو امام صاحبؒ
کی صحابہ سے روایت کا انکار کیا ہے۔ اور یہی تصریح
محدثین اور معتبر مؤرخین کی ایک دوسری جماعت نے بھی
کی ہے۔ میں نے ان حضرات کی عبارتوں کو طوالت کے خوف سے
جو موجب ملال ہے چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام صاحب
کی تابعیت کے باب میں، میں نے جو کچھ نقل کیا
ہے اس کو مذکورہ بالا کتب کے مطالعے اور تحقیق
کے بعد نقل کیا ہے، صرف دوسروں کی نقل پر
اعتماد کرتے ہوئے نہیں کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی
مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کرے گا اسے میرے نقول کی
صداقت معلوم ہو جائے گی۔ رہے ہمارے فقہاء
کے اقوال تابعیت کے باب میں تو وہ حد شمار سے
سے بھی زیادہ ہیں۔ مؤرخین میں سے جو بھی امام
صاحب کی تابعیت کا منکر ہے وہ اعتماد، قوت حفظ
اور وسعت نظر میں حضرات مثبتین کے درجہ کا نہیں۔
لہذا ان کے مقابلے میں اس کے قول کا کوئی
اعتبار نہیں۔ دیکھیے شیخ الاسلام ذہبی جو نقل و
روایت میں تمام دنیا کے نزدیک معتمد ہیں اگر وہ
اکیلے ہی امام ابوحنیفہ کی تابعیت کی تصریح کر دیتے
تو صرف ان کی تصریح ہی ان لوگوں کی تردید کے
لیے کافی تھی جو امام صاحب کی تابعیت کے قائل
نہیں کجاکہ امام الحفاظ ابن حجر اور راس الثقات

الحفاظ ابن حجر ورأس الثقات الولی العراقی وخاتمة الحفاظ السیوطی وعمود المؤرخین الیافعی وغیرهم. وسبقه الی ذلك الخطیب وما ادراك ما الخطیب والدارقطنی وما ادراك ما الدارقطنی امامان جلیلان مستندان معتمدان وغیرهما فاذن لم یبق للمنکر الا ان یکذب هؤلاء الثقات فان وقع منه ذلك فلا کلام معه او یقدم اقوال من دونهم علی اقوالهم فان فعل ذلك لزم ترجیح المرجوح. والمرجو من العلماء المنصفین بعد مطالعة هذه النصوص ان لایبقی لهم انکار. ؎۱

ولی عراقی اور خاتمۃ الحفاظ سیوطی اور عمود المؤرخین یافعی وغیرہ بھی اس باب میں ان ہی کے ہمنوا ہیں۔ اور اس سے پہلے خطیب اور دارقطنی یہی بات کہہ چکے ہیں۔ اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ خطیب اور دارقطنی کا کیا مقام ہے۔ یہ دونوں بلند پایہ کے مستند اور معتمد امام ہیں۔ اب منکر کے لیے یہی صورت رہ گئی ہے کہ یا تو وہ ان علماء ثقات کی تکذیب کرے سو اگر وہ اسی بات پر تل گیا ہے تو اس سے گفتگو بیکار ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کم پایہ کے لوگوں کی بات کو اعلیٰ پایہ کے حضرات کے مقابلے میں مقدم رکھے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ ایک ناقابل ترجیح بات کو ترجیح دی جائے۔ لہٰذا علماء منصفین سے یہی توقع ہے کہ ان (اکابر کی) تصریحات کو پڑھنے کے بعد ان کو مجالِ انکار نہیں رہے گی۔

؎۱ اقامة الحجة علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعة ۔ صفحہ ۱۹

ایقاظ گزشتہ شمارہ میں امام صاحبؒ کی تابعیت کی بحث کے ضمن میں علامہ محمد اکرم سندھیؒ کی "امعان النظر" کا حوالہ ناظرین کی نظر سے گزرا ہوگا جو مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی کتاب اقامۃ الحجۃ سے نقل کیا گیا تھا۔ ماہِ رواں میں ایک علمی سفر کے سلسلے میں منصورہ، پیر جھنڈو اور حیدرآباد سندھ جانے کا اتفاق ہوا۔ حیدرآباد سندھ میں مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب سے شاہ ولی اللہ اکیڈمی میں ملاقات ہوئی۔ موصوف کے کتب خانے میں "امعان النظر" کا ایک قدیم مخطوطہ ملا، اس کا سنِ کتابت ۱۱۸۱ھ ہجری ہے اور مدینہ منورہ میں اس کی ایک کتابت عمل میں آئی ہے۔ یہ نسخہ نہایت صحیح خوشخط اور صاف ہے۔ ہم نے اس نسخے سے محدث محمد اکرم سندھیؒ کی اصل عبارت جس کا حوالہ

فاضل لکھنوی نے دیا ہے نقل کرلی جو ہدیۂ ناظرین ہے :-

وھذا ای التعریف للتابعی ھو المختار قال بعض المحققین وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلك التابعین فانہ قد رای انس بن مالك وغیرہ من الصحابۃ علی ما ذکرہ الشیخ الجزری فی اسماء الرجال القراء والامام تورپشتی فی تحفۃ المسترشدین وصاحب مرآۃ الجنان وغیرھم من العلماء المتبحرین ۔ انتھی

تابعی کی یہی تعریف پسندیدہ ہے۔ بعض محققین کہتے ہیں، اسی بنیاد پر امام اعظم تابعین کی صف میں داخل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ بلاشبہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کو دیکھا ہے۔ جیسا کہ شیخ جزری اسماء رجال القراء میں اور تورپشتی تحفۃ المسترشدین میں اور صاحب کشف الکشاف سورۃ المؤمنین میں نیز صاحب مرآۃ الجنان اور دوسرے متبحر علماء بیان کرچکے ہیں۔

(مسلسل)

افادات و ملفوظات
مولانا عبید اللہ سندھیؒ

مرتبہ

محمد سرور

قیمت :- ۱۸ روپے

ملنے کا پتہ

سندھ ساگر اکادمی، چوک مینار، انارکلی، لاہور